ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۳ اگست سنہ ۱۹۵۷ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

دخترِ قوم کو دیکھ کر

(از جناب عبد الرحیم صاحب جاویدؔ الہ آبادی پاکستان)

(ہر اُس بہن سے معذرت کے ساتھ جسے اس آئینہ میں اپنی صورت نظر آئے)

کیوں خراماں بن سنور کر ہے سرِ بازار تو
کیوں دکھاتی جا رہی ہے جلوۂ رُخسار تو

کیوں اُٹھا رکھا ہے اس رنگین چہرہ سے نقاب
میری ہمشیرہ نہیں لوگوں سے کیوں تجھ کو حجاب

کس لئے رنگیں لباسوں میں تو رہتی ہے مگن
چاک کیوں تُو نے کیا ہے دینِ حق کا پیرہن

سوٹ ساٹن کا تو کر کے کس لئے زیبِ بدن
شوخیٔ رفتار کی اپنی دکھاتی ہے پھبن

کس لئے شانوں پہ ہے زلفوں کو بکھرائے ہوئے
تیری پیشانی پہ ہیں کیوں اِتنے بل آئے ہوئے

دیکھ کر تجھ کو دلِ مضطر میں اٹھتی ہے کسک!
کس لئے عریاں کئے ہے تُو جوانی کی لچک

کونسی پیدا ہوئی ہے تیرے دل میں آرزو
کس لئے انگلش میں کرتی جا رہی ہے گفتگو

کیوں ہوئی ہے تُو اسیرِ پنجۂ حرص و ہوا
کیوں بھلائے تُو نے اپنے دل سے احکامِ خدا

سینماؤں تھیٹروں میں رقص کیوں کرتی ہے تُو
جاہ و حشمت مال و زر پر کس لئے مرتی ہے تُو

حیف تجھ پر غیرت و عزت لٹا دیتی ہے تُو
چند سکوں کے عوض عصمت لٹا دیتی ہے تُو

شک نہیں کچھ اس زمانے میں تو اب ہستی تری
رہ گئی ہے باعثِ رُسوائیِ دینِ نبیؐ!

آہ صد افسوس تجھ پر چل گیا سحرِ فرنگ
تُو نے کیوں تہذیبِ یورپ کے لئے ہیں رنگ ڈھنگ

تیری ہستی تھی کبھی گہوارۂ انوارِ دیں
تھی تجلی جلوۂ حق کی کبھی تیری جبیں

مفتخر کردار پر تیرے تھے ختم المرسلیںؐ
محوِ حیرت تھے تری عصمت پہ جبریلِؑ امیں

آ رہِ حق پر تُو پھر اے دُخترِ دینِ نبیؐ
گوہرِ دُرجِ شرافت باغِ احمدؐ کی کلی

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۲ | ۲۶ محرم الحرام ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۵۷ء | شمارہ ۱۵

جمہور کہاں؟

قارئین کرام پر اخباری مطالعہ سے واضح ہے کہ ہمارے ملک کے سیاسی مطلع پر پارٹی بازی کے مہیب بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ہمارے وزیر اعظم دُنیا کا طول و عرض ناپنے کے بعد ملک میں واپس آئے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ بہت اہم ملکی مسائل کی طرف توجہ دیتے یا اپنے دورہ کے تاثرات اور نتائج عوام کے سامنے یا مرکزی اسمبلی کے سامنے رکھتے وہ فوراً مشرقی پاکستان اس غرض کے لئے گئے کہ وہاں کی متزلزل وزارت کے لئے چارۂ سکون مہیا کر سکیں۔ صدر مملکت جو آئین کی رُو سے جماعتی بندھنوں سے آزاد ہوتے ہیں۔ اور ہر پارٹی کو اُن پر اعتماد ہوتا ہے۔ وہ بھی جیسا کہ اخبارات سے ظاہر ہے۔ وزیر اعظم کے ساتھ ساتھ ہیں۔ مشرقی پاکستان جہاں عوامی لیگ کی حکومت سے مولانا بھاشانی گروپ کے نکل جانے سے اس قابل نہیں رہی کہ کامیابی سے حکومت چلا سکے۔ اس لئے سیاسی زعماء مشرقی پاکستان کی ایک حزب اختلاف کرشک سرامک پارٹی سے گفت و شنید کر رہے ہیں کہ وہ وہاں کی حکومت چلانے میں عوامی لیگ کا ہاتھ بٹائے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق یہ گفت و شنید ناکام ہو چکی ہے۔ کرشک پارٹی کے سابق قائد اور موجودہ گورنر مشرقی پاکستان مولوی فضل الحق سے ان کی پارٹی کے موقف کے بارے میں مشورہ کیا گیا۔

ان تمام واقعات پر نظر ڈالنے کے بعد ایک عام پاکستانی جو آئین کی حرمت کا قائل ہے۔ حیرت میں گم ہو جاتا ہے کہ [illegible] صدر مملکت کو پارٹیوں کے مابین گفت و شنید میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے وہ ملک کے آئینی سربراہ ہیں انہیں اختیار ہے کہ واقعات کا جائزہ لے کر کوئی اقدام کریں۔ کیا جماعت سازی میں ان کی دلچسپی آئینی قدروں کو پامال نہیں کرتی؟ پھر گورنر مشرقی پاکستان موجودہ عہدہ کے حامل ہوتے ہوئے اپنی سابقہ جماعت کے ترجمان ہو سکتے ہیں؟ مشرقی پاکستان کی دوسری جماعتیں جو حکومت میں ہیں یا نہیں، اُن کو گورنر پر پورا اعتماد رہے گا؟

دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب وزیر اعظم اور ان کے رفقاء کار بہانگ دہل اعلان کر رہے ہیں۔ کہ آئندہ انتخابات مارچ ۱۹۵۸ء میں ہو کر رہیں گے۔ تو پھر چھ ماہ کے لئے وزارت کے لئے جوڑ توڑ کیا جا رہا ہے؟ اگر سیاسی جماعتوں کے نزدیک مضبوط وزارت مشکل ہے تو وزارت کا خیال ہی چھوڑ دیں۔ انتخابات تک گورنر کام چلائیں بعد میں مستحکم وزارت خود بخود بنے گی۔

تیسرے یہ کہ حکومت عوامی رائے کا قطعاً کوئی احترام نہیں کرتی۔ جن کے نام پر سب کام کئے جا رہے ہیں۔ وزارت سازی فی الحال عوام کے لئے کوئی مسئلہ نہیں اگر عوام کے مسائل ہیں تو وہ خوفناک گرانی غلہ کی نایابی، وباؤں اور سیلابوں کے خطرات ہیں جن کے متعلق وزارت شاید سوچتی بھی نہ ہو۔ عوام سے [illegible] اقتدار کی مثال اور کہاں ملے گی اور عوام صرف اتنی امید پر جی رہے ہیں۔ کہ شاید آئندہ انتخابات میں ان رہنماؤں سے نجات مل جائے۔ جنہوں نے دس سال

ملک اور قوم کے مفاد کو بری طرح نقصان پہنچایا ہے۔

خوفناک انسانی تباہی

الجزائر میں محبان وطن اور فرانسیسیوں میں جنگ جاری ہے۔ تازہ ترین اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ اب تک کم از کم ۳۵ ہزار قوم پرست شہید کئے جا چکے ہیں۔ نہتے کمزور الجزائری مسلمانوں کے پاس جدید ترین ہتھیار نہیں غیر ممالک سے اُن کے پاس اسلحہ نہیں آتا۔ اُن کی باقاعدہ فوج نہیں رسد اور دوسرے سامان کی بہم رسانی کا خاطر خواہ انتظام نہیں اور اُن کے مقابلہ میں تازہ دم فرانسیسی فوج ہے۔ جو بہترین جدید اسلحہ سے لیس ہے۔ اور جن کی عسکری تربیت مسلم الثبوت ہے۔ یہ فوج نہ صرف مجاہدین بلکہ سول آبادی پر بھی مظالم توڑتی ہے۔ گرفتار شدہ مجاہدین کو دنیا کے تمام جنگی قوانین کے خلاف فی الفور پھانسی دے دی جاتی ہے۔

اس قدر ظلم و تعدی پر بھی دنیا کے نام نہاد امن دیوتاؤں کی رگ حمیت نہیں پھڑکی۔ امریکہ روس کے مقابلے میں خود کو مسلمانوں کا زیادہ ہی خواہ بتاتا ہے لیکن فرانس اسی کا حلیف ہے جو نیٹو NATO کے اسلحے سے الجزائر میں خون بہا رہا ہے۔ برطانیہ تمام اسلامی ممالک سے بہتر تعلقات کا خواہاں ہے لیکن الجزائر کے بارے میں خاموش ہے۔ روس مغربی طاقتوں کی زیادتیوں پر آوازے کستا ہی رہتا ہے۔ لیکن الجزائر کے بارے میں اس نے اپنے کسی عزم کا اظہار نہیں کیا۔ پھر خود اسلامی ممالک میں بھی [illegible] نے زبانی ہمدردی سے بڑھ کر الجزائری بھائیوں کے لئے کوئی عملی ہمدردی کا ثبوت بہم نہیں پہنچایا۔ اس وقت اس کی اشد ضرورت ہے کہ الجزائر کے مسلمانوں کو ہر قسم کی بہت بڑی مقدار میں مدد دی جائے۔ ان کا معاملہ [illegible] لے جا کر اس [illegible] کوشش کی [illegible] وہ فرانسیسی استبداد سے نجات [illegible] کریں۔ آخری اطلاعات [illegible] انہیں کچھ آئینی مراعات [illegible] آمادہ ہوگیا ہے۔ لیکن الجزائری مسلمانوں کی گرانقدر قربانیوں کا حقیر صلہ جو ایسی مراعات [illegible]

باقی صفحہ [illegible] پر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۹- محرم الحرام ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۶- اگست ۱۹۵۷ء

(۱) توکّل کے لغوی معنی
(۲) توکّل کے شرعی معنی
(۳) عوام کی توکّل
(۴) انبیاء علیہم السلام کی توکّل
(۵) خواص کی توکّل

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام قرآن مجید میں چالیس مرتبہ توکل کا لفظ آیا ہے۔ اس لئے خیال آیا کہ قرآن مجید کی روشنی میں اس کا مطلب آپ کے سامنے کیا جائے تاکہ ہم سب اس کا صحیح مفہوم سمجھنے کے بعد اس پر عمل کرکے اللہ تعالےٰ کو راضی کرسکیں۔

توکل کے لغوی معنی۔ لغت کی مشہور اور معتبر کتاب صراح میں توکل کے یہ معنے مذکور ہے۔

توکل۔ اعتراف بعجز و اعتماد بر غیر خود کردن - اپنے بے بس ہونے کا اقرار کرنا۔ اور اپنے سوا دوسرے پر بھروسہ کرنا۔

شرعی معنی۔ اللہ تعالےٰ نے ہر کام کے ہونے کے لئے جو اسباب پیدا کئے ہیں ان میں ہاتھ ڈال کر کام کرنا اور خاطر خواہ اور اپنی حسب منشاء نتیجہ کے نکلنے میں اپنے کو بے بس خیال کرنا اور اللہ تعالےٰ کے فضل کا امیدوار رہنا۔

عوام کے توکل کا حکم

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ سورہ المائدہ رکوع ۴ پارہ ۶

ترجمہ۔ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے دو مردوں نے کہا جن پر اللہ کا فضل تھا کہ ان پر حملہ کرکے دروازہ میں گھس جاؤ۔ پھر جب تم اس میں گھس جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو گے اور اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم ایماندار ہو۔

عبرت

اس واقعہ سے یہ عبرت معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ دشمن کے مقابلے میں میدان جنگ میں جائے بغیر فتح حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ارشاد ہو رہا ہے کہ تم دشمن کے مقابلے میں جاؤ تو سہی۔ تمہارے داخلہ پر وہ شہر سے بھاگ جائیں گے۔ اور شہر پر تمہارا فاتحانہ قبضہ ہو جائے گا۔

مومنین کے لئے توکل لوازمات ایمان میں سے ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

سورہ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ ایمان والے وہی ہیں۔ جب اللہ کا نام آئے تو اُن کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں۔ تو اُن کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔

اصلی مومن بننے کے لئے توکل لازمی ہے

مذکورۃ الصدر آیت سے علماء کرام بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ کہ اصلی اور صحیح معنی میں ایماندار ہونے کے لئے متوکل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ آیت میں اِنَّمَا حصر کا کلمہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایماندار فقط وہ لوگ ہیں جن کے اندر یہ صفتیں پائی جائیں جو اس آیت میں مذکور ہیں۔ اور وہ تین ہیں۔ اللہ عزّ کا نام آنے پر ان کے دل ڈر جائیں۔ اور جب ان پر قرآن مجید کی آیتیں پڑھی جائیں۔ تو ان کے ایمان میں زیادتی ہو جائے۔ اور اپنے رب پر توکل کرتے ہوں۔

متوکلین کے لئے آخرت میں بہت بڑے اجر کا وعدہ

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

سورہ النحل رکوع ۶ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اور جنہوں نے اللہ کے واسطے گھر چھوڑا۔ اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا۔ تو البتہ ہم انہیں دُنیا میں اچھی جگہ دینگے۔ اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش یہ لوگ سمجھ جاتے جو لوگ ثابت قدم رہے اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

نتیجہ

اس آیت سے یہ نتیجہ بآسانی نکل سکتا ہے کہ آخرت میں بہت بڑا اجر ملنے میں جن صفات کا دخل ہے ان میں سے ایک صفت اللہ تعالےٰ پر توکل کرنا بھی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو توکل کرنے کا حکم

(وَ لِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ فَاعْبُدْہُ وَ تَوَکَّلْ عَلَیْہِ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

سورہ ہود رکوع ۱۰ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ بات اللہ ہی جانتا ہے۔ اور سب کام کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ پس اسی کی عبادت کر اور اسی پر توکل کر۔ اور تیرا رب بے خبر نہیں اس سے جو کرتے ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متوکل ہونے کی تلقین فرمائی جارہی ہے۔ حالانکہ آپ فطرۃً مادر زاد ہی اخلاق حمیدہ سے مرصّع اور مجلّی ہوکر دنیا میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ پھر بھی وضاحت تامہ کے لئے ارشاد ہو رہا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ پر آپؐ توکل کریں۔ تاکہ آپؐ کی امت کو معلوم ہو جائے۔ کہ متوکل علی اللہ ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے متوکل ہونے کا اعلان

(فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○) سورہ توبہ رکوع ۱۶ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں۔ تو کہہ دو۔ کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں۔ اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام کا متوکل علی اللہ ہونے کا اعلان

(وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ وَقَدْ ھَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ○)

سورہ ابراہیم رکوع ۲ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور ہم کیوں اللہ پر توکل نہ کریں۔ حالانکہ اسی نے ہمیں (سیدھے) راستوں کی راہنمائی کی ہے۔ اور ہم ضرور صبر کریں گے۔ اس ایذا پر جو تم ہمیں دیتے ہو۔ اور توکل کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ ہونا چاہیئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ تمام انبیاء علیہم السلام صابر اور متوکل ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ تمام ایمانداروں کے لئے متوکل ہونا لازمی ہے۔ چنانچہ اس اجمال کی تفصیل صفحاتِ سابقہ سے باسانی معلوم ہوسکتی ہے۔

عوام کی توکل کی روح

اگر عوام کو یہ تلقین کی جائے کہ وہ سلسلۂ اسباب میں ہاتھ نہ ڈالیں اور فقط یادِ الٰہی میں زندگی کے لمحات صرف کریں۔ اور ضروریات زندگی کا کفیل اللہ تعالےٰ کو بنالیں۔ وہ جہاں سے چاہے جب چاہے۔ جس وقت چاہے ضروریاتِ زندگی بہم پہنچا دے۔ یہ چیز ان کے لئے تکلیف مالایطاق ہے۔ اور یہ چیز اللہ تعالےٰ کی مصلحت کے خلاف ہے۔ اس کا اعلان ہے

(لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ط)

سورہ البقرہ رکوع ۴۰ پارہ ۳

ترجمہ۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا۔

عوام کی توکل کی روح فقط یہ چیز ہے۔ کہ سلسلۂ اسباب میں ہاتھ ڈالیں کامیابی کی پوری کوشش کریں۔ اور دل میں یہ یقین ہو کہ اللہ تعالےٰ کو منظور ہوگا تو کامیابی ہوگی۔ لہٰذا جب کامیابی ہو۔ تو یہ خیال کریں کہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ کامیابی ہوئی ہے۔ اگر وہ نہ چاہتا تو میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا تھا۔ مثلاً کاشتکار ہل جوتتا ہے زمین میں بیج ڈالتا ہے۔ اُگنے کے بعد کھیتی کو بار بار پانی دیتا ہے۔ سبزی خوار جانوروں سے کاشت کو بچاتا ہے تا آنکہ کھیتی پک جاتی ہے۔ کاٹ کر کھلیان میں جمع کرتا ہے۔ پھر اسے گاہتا ہے۔ پھر اناج کو بھوسے سے الگ کرتا ہے۔ پھر بوریاں بھر کر گھر لے جاتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ کا شکر کرتا ہے کہ اے اللہ محض تیرے فضل اور کرم سے یہ اناج کی بوریاں میرے گھر میں آئی ہیں اگر تو نہ چاہتا تو یہ اناج میرے گھر میں کبھی نہیں آسکتا تھا۔ یا مثلاً اے اللہ اگر تو آسمان سے مینہ نہ برساتا یا تیرا بھیجا ہُوا پانی نہر میں نہ آتا تو کھیتی کیسے پک سکتی تھی۔ یا اگر گرمی شدت کی پڑ جاتی۔ اور کھیتی جل جاتی تو یہ اناج میرے گھر میں کیسے آسکتا تھا علیٰ ہذا القیاس اے اللہ میں تیرا شکر ادا نہیں کرسکتا کہ تو نے ہی میری کھیتی کو سب آفتوں سے بچایا اور اناج کی بوریاں بھری ہوئی میرے گھر میں آئیں۔

انبیاء علیہم السلام کی توکل

سب سے پہلے حضرت نوحؑ کا دن رات کا نظام الاوقات

(قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَھَارًا ۙ فَلَمْ یَزِدْھُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ○ وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ لِتَغْفِرَ لَھُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَھُمْ فِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَھُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا ○ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُھُمْ جِھَارًا ۙ ثُمَّ اِنِّیْٓ اَعْلَنْتُ لَھُمْ وَاَسْرَرْتُ لَھُمْ اِسْرَارًا ۙ) سورہ النوح رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ (نوحؑ نے) کہا۔ اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا۔ پھر وہ میرے بلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے۔ اور بیشک جب کبھی میں نے انہیں بلایا۔ تاکہ تو انہیں معاف کر دے۔ تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھیں اور انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لئے۔ اور ضد کی۔ اور بہت بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے انہیں کھلم کھلا بلایا۔ پھر میں نے انہیں علانیہ بھی کہا۔ اور مخفی طور پر بھی کہا۔

کسب معاش کے لئے کوئی کام نہیں کرتے

حضرت نوح علیہ السلام کے بیان سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ وہ دن رات کے چوبیس گھنٹے اپنی قوم کو تبلیغ دین کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ اور ان کی ضروریات مندرجہ ذیل قانونِ الٰہی سے پوری ہوتی ہیں۔ (وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۙ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ط)

سورۃ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اُس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا

ہے۔ اور اسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ سو وہی اس کو کافی ہے۔

سب سے آخری پیغمبر حضور انورؐ کا دن رات کا نظام الاوقات

رات کا نظام الاوقات

(یَآیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝)

سورہ المزمل رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اے چادر اوڑھنے والے رات کو قیام کر مگر تھوڑا سا حصّہ آدھی رات یا اس میں سے تھوڑا سا حصّہ کم کر دے یا اس پر زیادہ کر دو۔ اور قرآن کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کرو۔ یہ تو آپ کا رات کا نظام الاوقات ہے۔ آدھی رات سے ذرا کم یا ذرا زیادہ اور قرآن مجید کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کیجئے۔

آپ کا دن کا نظام الاوقات

(اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ۝)

سورہ المزمل رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ بیشک آپ کے لئے دن میں بڑا کام ہے + تقریباً رات عبادت میں گزار دی۔ اور دن کو خود اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ آپؐ کو بڑا کام ہے یعنی مخلوق خدا کو قرآن مجید پہنچانا اور سمجھانا۔ اور عملی طور پر ان کی اصلاح کرنی۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہل وعیال کے لئے کسب معاش کرنے کے لئے نہ دن کو وقت ملا نہ رات کو۔ اس لئے ذریعہ معاش وہی ہوگا۔ جو ابھی حضرت نوح علیہ السلام کا عرض کر چکا ہوں۔ یعنی ہر قسم کے ظاہری اسباب کے مفقود ہونے کے باوجود اللہ تعالےٰ ایسے طریقہ سے رزق عطا فرمائے گا۔ جو خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ مثلاً اس قسم کے ذریعہ معاش والے حضرات کو یہ پتہ نہیں ہوتا۔ کہ رزق دن کو آئیگا یا رات کو۔ عورت کے ذریعہ سے آئیگا یا مرد کے ذریعہ سے۔ کوئی ہاتھ میں دے جائیگا یا لفافہ میں بند کرکے۔ میرا خیال ہے آپ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کو رزق مقدر کس طرح مل سکتا ہے

خواص کا ذریعہ معاش

انبیاء سابقین علیہم السلام کے متبعین میں بھی ایسے حضرات گزرے ہوں گے۔ جو اپنی ضروریات کا اللہ تعالےٰ کو کفیل بنا کر دن رات اللہ تعالےٰ ہی کو یاد کرتے ہونگے۔ الحمد للہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسی خیر القرون قرنی (بہترین زمانہ میرا ہے) میں ایسے حضرات یقیناً تھے اور اس خیر القرون کے بعد بھی اس قسم کے اللہ تعالےٰ کے بندے پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس دور میں بھی بحمد اللہ تعالےٰ موجود ہیں۔ جو دن رات کے چوبیس گھنٹے تبلیغ دین اور اصلاح اخلاق خلق اللہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور ضروریات زندگی خدا تعالےٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور بفضلہٖ تعالےٰ ہر دور میں اس قسم کے آدمی موجود رہے ہیں۔ اور آج بھی موجود ہیں۔ اگر اس قسم کے حضرات میں سے کوئی صاحب مل جائے تو اس کی صحبت میں بیٹھے اور اس سے فیض اخذ کرنے کو غنیمت سمجھا جائے۔

توکل کی فضیلت کے متعلق حدیثیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِیْنَ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں سے ستر ہزار بلاحساب جنت میں داخل ہونگے۔ اور یہ وہ لوگ ہونگے جو نہ منتر کرتے ہونگے۔ اور نہ شگون بد لیتے ہونگے اور صرف اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں گے۔

حاشیہ المشکوٰۃ

هٰذَا صِفَةُ الْاَوْلِیَاءِ الْمُعْرِضِیْنَ عَنِ الْاَسْبَابِ لَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلٰی شَیْءٍ مِّنَ الْعَلَائِقِ وَتِلْكَ دَرَجَةُ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامُّ رُخِّصَ لَهُمُ التَّدَاوِیْ وَالْمُعَالَجَاتُ وَمَنْ صَبَرَ عَلَی الْبَلَاءِ وَانْتَظَرَ الْفَرَجَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِالدُّعَاءِ كَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْخَوَاصِّ انتہیٰ۔

ترجمہ۔ یہ اولیاء کی صفت ہے۔ جو اسباب سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اسباب کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور یہ درجہ خواص کا ہے۔ اور عوام کو دوائی استعمال کرنے اور علاج کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔ اور جو شخص تکلیف پر صبر کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے دعا کے ذریعے سے تکلیف کے دور ہونے کا انتظار کرے۔ یہ شخص بھی خواص کی جماعت میں سے ہوگا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں خواص وہ لوگ ہیں۔ جو اسباب ظاہری کو کامیابی کا ذریعہ نہیں بناتے۔ بلکہ کامیابی کا ذریعہ فضل خداوندی کو خیال کرتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ یَمُرُّ النَّبِیُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِیُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِیُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِیُّ وَلَیْسَ مَعَهُ اَحَدٌ فَرَاَیْتُ سَوَادًا كَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ یَّكُوْنَ اُمَّتِیْ فَقِیْلَ هٰذَا مُوْسٰی فِیْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِیْلَ لِیْ اُنْظُرْ فَرَاَیْتُ سَوَادًا كَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ لِیْ اُنْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَاَیْتُ سَوَادًا كَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَهُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِیْنَ لَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَلَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَكْتَوُوْنَ وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ۔

(متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے تب آپؐ نے فرمایا۔ مجھ پر امتیں پیش کی گئیں پس ایک نبیؑ گزرا۔ اور اس کے ساتھ فقط ایک آدمی تھا۔ اور ایک نبیؑ گزرا جس کے ساتھ دو آدمی تھے۔ اور ایک نبیؑ گزرا۔ جس کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ اور ایک ایسا تھا جس کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ پھر میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی۔ جس نے آسمان کے کنارے کو بھر لیا تھا۔ میں نے امید کی کہ یہ میری امت

ہوگی - پھر کہا گیا - یہ موسیٰ اپنی قوم میں ہیں - پھر مجھے کہا گیا - دیکھ - پھر میں نے ایک بڑی جماعت کو دیکھا - جس نے آسمان کے کنارے کو بھر لیا تھا - پھر مجھے کہا گیا - ادھر دیکھ - اُدھر دیکھ - پھر میں نے ایک بڑی جماعت کو دیکھا جس سے آسمان کا کنارہ بھرا ہُوا تھا - پھر کہا گیا - یہ تیری اُمّت ہے - اور ان کے ساتھ ستّر ہزار ہیں جوان کے آگے ہیں - وہ بہشت میں بلاحساب جائیں گے - یہ وہ لوگ ہیں جو نہ شگون بد لیتے تھے اور نہ منتر کرتے تھے - اور نہ (بیمار کو) داغ دیتے تھے - اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے تھے - پھر عکاشہ بن محصن کھڑا ہُوا - پھر کہا - اللہ سے دُعا کیجئے - مجھے ان میں سے کرے - آپؐ نے فرمایا - اے اللہ اس کو انہیں میں سے کر دے - پھر ایک اور شخص کھڑا ہُوا - پھر کہا - اللہ سے دُعا کیجئے - مجھے بھی انہیں میں سے کرے - آپؐ نے فرمایا - اس مرتبہ کے لئے عکاشہ تم سے سبقت لے گیا -

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا - رواہ الترمذی -

ترجمہ - عمر بن الخطاب سے روایت ہے - کہا - میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا - فرماتے تھے - اگر تم اللہ پر توکّل کرکے بیٹھ جاؤ - جیسی کہ توکّل چاہئے البتہ تمہیں ایسے طریقہ سے رزق دے - جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے - صبح کو بھوکے ہوتے ہیں - اور شام کو پیٹ بھرے ہوتے ہیں -

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَلْبَ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ رواہ ابن ماجہ -

ترجمہ - عمرو بن العاص سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - انسان کا دل ہر جنگل میں ایک شاخ ہے - (یعنی اس کو ہر طرح کی فکر ہے) پھر جس شخص نے اپنے دل کو ساری شاخوں کی طرف متوجہ رکھا (یعنی ہر قسم کی فکر میں مشغول رہا) اللہ اس کی پرواہ نہیں کرتا - خواہ وہ کسی جنگل میں اسے ہلاک کر دے - اور جس نے اللہ پر توکّل کی - اور اپنے کاموں کو خدا کے سپرد کر دیا اللہ اس کے تمام کاموں کو درست کر دیتا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ جس نے بندگی کے فرض منصبی یعنی اللہ تعالےٰ کی عبادت اور اس کی رضا طلبی سے مُنہ موڑا - اور دُنیا کے کاموں کی فکر میں اپنے آپ کو لگا لیا - اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کی قدر و قیمت نہیں ہے - خواہ وہ کسی دُنیا کے کام میں مصروف ہو کر مرے - اور جس شخص نے یاد الٰہی کرنے اور اپنے مولیٰ کو راضی رکھنے کے لئے پوری تن دہی سے کوشش کی اور باقی دُنیا کے کاموں کو خدا کے بھروسہ پر چھوڑا - یعنی بندگی کے فرائض کے ادا کرنے کے بعد جو تھوڑا بہت وقت ملا - اس میں دُنیا کے کاموں کی بھی دیکھ بھال کر لی اس کے دُنیا کے کاموں میں بھی برکت ہوگی - اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے کاموں کو سرانجام کرتا رہے گا - اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى -

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

صورت میں ہو انہیں کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتا - اور جب تک فرانسیسی کسی نہ کسی صورت میں الجزائر کی سر زمین پر رہیں گے نہ ان کے ظلم و ستم ختم ہوں گے اور نہ مقامی باشندوں کی جانی قربانیاں -

غریبوں کی فریاد

ہمارے پاس اخبار فروش حضرات کی شکایات پہنچی ہیں کہ اکثر خریدار اخباروں کے بل ادا نہیں کرتے - انہوں نے ہم سے کہا کہ آپ بھی اس ہفت روزہ میں قارئین حضرات کی توجّہ اس جانب مبذول کرائیے -

جہاں تک خدام الدین کا تعلق ہے ہمیں یقین ہے کہ اس کے کوئی قاری بھی اُجرت میں تاخیر نہیں فرماتے ہونگے قرآن و سُنّت کی تعلیم کا ماحصل بھی ہے کہ حقدار کا حق دینے سے نہ انکار کیا جائے اور نہ تاخیر - ایک اخبار فروش

حضرات کی شکایت کی عمومیت کے بارے میں ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ غریب ہاکر نصف شب کے وقت تمام آرام اور نیند تیاگ کر اُٹھتا ہے - مارکیٹ میں جاکر نقد قیمت دے کر اخبار خریدتا ہے اور جاڑا ہو یا گرمی یا موسلادھار بارش پڑ رہی ہو اپنی بے جان سی سائیکل کو گھسیٹتا ہُوا ہمارے گھروں تک پہنچتا ہے اور ہماری اخبار کی چاٹ کو پورا کرتا ہے - پورے ایک ماہ بعد اُس نے اخبار پر لکھی ہوئی قیمت وصول کرنی ہوتی ہے - اُس کے اخبار گھر پہنچانے کی ہم کوئی اُجرت نہیں دیتے - پھر یہ کیا ظلم نہیں اگر ہم اخبار کی قیمت دینے میں پس و پیش کریں - اور یہ ظلم ہم اس لئے کرتے ہیں کہ ہمارا مدّ مقابل ایک غریب اخبار فروش ہے جس کو سائیکل کی مشقت نے ادھیڑ ڈالا ہے - جو ایک ایک ٹکے کی خاطر در بدر اور خاک بسر ہوتا ہے - اس کی بجائے وہ خونخوار دودھ فروش نہیں ہے جو ایک دن اُجرت میں تاخیر برداشت نہیں کر سکتا - اور ہڈی پسلی ایک کر دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے -

قیمت نہ وصول ہونے پر غریب اخبار فروشوں کی مشکلات محتاج بیان نہیں - وہ بال بچّوں کو کہاں سے کھلائیں - اور اپنا کاروبار کیسے چلائیں عدم ادائیگی یا ادائیگی بالتاخیر [redacted] اور شرعاً دونوں طرح عظیم گناہ ہیں - اس لئے جہاں تک ممکن ہو اُن کی اُجرت میں تساہل نہیں ہونا چاہئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو -

مجلس ذکر

منعقدہ ۱۸ر محرم الحرام ۱۳۷۷ھ　۱۵ر اگست ۱۹۵۷ء

جیسا کہ گزشتہ اشاعت میں اعلان کیا گیا تھا۔ مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی آج لاہور سے باہر تشریف لے جانے والے تھے۔ مگر اچانک آپ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ اس لئے وہ پروگرام منسوخ کرنا پڑا۔ الحمدللہ اب آپ کی طبیعت رو بصحت ہے۔ مجلس ذکر کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:۔

دنیا میں رہتے ہوئے ہماری زندگی کا نصب العین

فقط آخرت کی کامیابی ہونا چاہیئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد عرض یہ ہے کہ ہماری اس مجلس ذکر کا مطلب یہ ہے۔ کہ میرا اور آپ کا قلبی تعلق اللہ تعالےٰ سے درست ہو جائے تاکہ ہماری اصلاح حال ہو جائے اور ہم دنیا میں ہی اللہ تعالےٰ کو راضی کر لیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمیں جو بیٹا یا بہو یا نوکر ملے۔ وہ سل ٹائیفائڈ دق وغیرہ امراض میں مبتلا ہو اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہاتھوں سے لولے۔ پاؤں سے لنگڑے۔ اور آنکھوں سے بھینگے ہوں۔ غرضیکہ ہم چاہتے ہیں کہ جو بھی ہمارا ہو وہ ہر لحاظ سے صحیح سلامت ہو اور ہر عیب سے پاک ہو۔ صورت بھی اچھی ہو اور اندرونی امراض سل۔ دق وغیرہ سے بھی محفوظ ہو۔ میں کہا کرتا ہوں کہ جس عقل سے ہم اپنا معاملہ کرتے ہیں۔ اگر اسی عقل سے اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرینگے تو انشاء اللہ نجات ہو جائے گی۔ اگر ہمیں ایسے انسانوں کی ضرورت نہیں جو سل۔ دق۔ ٹائیفائڈ میں مبتلا ہوں یا جن کے اندر جسمانی نقائص ہوں تو کیا اللہ تعالےٰ کو بہشت میں بھیجنے کے لئے ایسے بندے چاہیئے۔ جن پر اس کی لعنت ہو۔ کیا اس نے بہشت زانی۔ شرابی۔ فریب کار اور دھوکے باز بندوں کے لئے بنایا ہے۔ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پ ۱۵) (ترجمہ:۔ اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے آج اپنا حساب لینے کیلئے تو ہی کافی ہے۔

اس مجلس کا مقصد یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو دنیا میں ہی اللہ تعالےٰ کا ایسا بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس کی وجہ سے مرنے کے بعد اس کی رحمت ہم پر نازل ہو۔

بیعت کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ بیعت کنندہ بیعت لینے والے سے عہد کرتا ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حکم مجھے بتلائینگے میں اس کو مانوں گا اور اس پر عمل کروں گا۔ جن لوگوں نے مجھ سے بیعت کر رکھی ہے۔ ان کے لئے میرا کہا ماننا فرض عین ہے۔ بشرطیکہ میں ان کو کتاب و سنت کے احکام کے ماتحت کوئی حکم دوں۔ جس طرح نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کے احکام کی تعمیل فرض عین ہے۔ اسی طرح یہ بھی لازمی ہے۔ جنہوں نے بیعت نہیں کی۔ ان کے لئے ضروری نہیں۔ میری بھی کچھ ذمہ واری ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھ سے قیامت کے دن پوچھیں گے کہ میں نے اپنا فلاں بندہ تمہارے پاس بھجوایا تھا۔ تم نے اس کو کیا سکھلایا تھا۔ جس طرح ماں باپ کا کہا ماننا فرض عین ہے۔ اسی طرح شیخ کا حکم ماننا بھی فرض عین ہے۔ بشرطیکہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اگر ماں یا باپ پانی مانگے اور بیٹا پانی دینے سے انکار کرے تو اللہ تعالےٰ بیٹے کو جہنم میں ڈالیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَ نَارُكَ (رواہ ابن ماجہ) (ترجمہ: ابو امامہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ والدین کا حق ان کے بیٹے پر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ دونوں تیری جنت اور تیرا دوزخ ہیں)۔

میں نے کارڈ چھپوائے ہوئے ہیں۔ جن پر چند وظائف درج ہیں جو مجھ سے بیعت کرتا ہے۔ اس کو وہ کارڈ دے دیتا ہوں اللہ تعالےٰ آپ سے پوچھیں گے کہ جو کچھ تمہیں بتلایا تھا وہ کیا؟ اگر نہیں کرنا تھا تو بیعت نہ کرتے۔ حضرت مولینا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے نظیر شخصیت کے مالک تھے اب حضرت مولینا حسین احمد صاحب مدنی سلمہ اللہ تعالےٰ ان کے ہم پلہ ہیں۔ جب کوئی شخص بیعت کی درخواست کرتا تو شاہ صاحب فرماتے کہ بھائی بیعت تو نہیں کرونگا اگر پڑھنے کے لئے پوچھنا ہو۔ تو وہ بتلا دوں گا۔ میں اس ڈر سے بیعت کر لیتا ہوں کہ قیامت کے دن اگر اللہ تعالےٰ مجھ سے یہ پوچھ بیٹھیں کہ میں نے اپنا فلاں بندہ تمہارے پاس بھجوایا تھا۔ تم نے اس کو میرا نام بتلایا تھا؟ تو میں کیا جواب دوں گا۔

میں جو کچھ بتلاتا ہوں اگر آپ اس کو لوح دل پر لکھ کر لے جائیں عمل میں لائیں اور مرتے دم تک نباہیں تو مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ ہے کہ نجات ہو جائے گی۔ سب کچھ کرنے کے بعد بھی نجات ہمارا حق نہیں لیکن اس کے لئے یہ باتیں وجہ ترجیح بن جائیں گی۔

یہ تو تمہید تھی۔ آج کا عنوان ہے:۔

دنیا میں رہتے ہوئے ہماری

زندگی کا نصب العین فقط آخرت کی کامیابی ہونا چاہئیے

دنیا میں کئی نصب العین ہیں۔ کسی کا نصب العین ہے کہ بیٹا بی اے ہو کر اعلےٰ ملازمت پر فائز ہو جائے۔ کسی کا نصب العین ہے۔ کہ اگر پولیس کنسٹیبل بھرتی ہوئے ہیں تو کم از کم ایس پی (سپرنٹنڈنٹ پولیس) ہو کر ریٹائر ہو۔ کسی کا نصب العین ہے کہ اگر نائب تحصیلدار بھرتی ہوئے ہیں تو کمشنر بن جائیں۔ خواہ موت پہلے ہی آ جائے۔ آخرت کی کامیابی اور جنت کے داخلہ کی کتنوں کو فکر ہے۔ جنت میں پہنچانے والے آنحضرتؐ ہیں اور آپؐ کے بعد آپؐ کے دروازے کے ملازم اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ اگر دنیا میں آ کر آخرت کی فکر نہ کی تو قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی کئی مسلمانوں کی قبریں جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں۔ لیکن اس کا ان آنکھوں سے پتہ نہیں چلتا۔ اس کے لئے باطن کی آنکھوں کی ضرورت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے محرم راز ہیں۔ آپؐ نے اللہ تعالےٰ سے معلوم کرکے ہمیں بتلا دیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ہر بندے سے یہ سوال فرمائیں گے۔ کہ میرے لئے کیا کرکے لائے ہو۔ یعنے مجھے کتنا یاد کیا تھا۔ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے احکام کی پابندی کہاں تک کی تھی۔ سبحان اللہ، والحمد للہ، اللہ اکبر وغیرہ اذکار کتنے پڑھے تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر مرد اور عورت جو مجھ سے وابستہ ہے۔ وہ اس سوال کے جواب میں اللہ تعالےٰ سے قیامت کے دن یہ عرض کرنے کے قابل بن جائے کہ اے اللہ! ہر کام میں تیری رضا مقصود تھی۔ اگر باپ تیرا مخالف تھا تو اس کو چھوڑ دیا تھا۔ مگر تجھے نہیں چھوڑا۔ بیٹا تیرا مخالف تھا۔ تو اس کو چھوڑ دیا تھا۔ مگر تجھے نہیں چھوڑا۔ اسی طرح اگر بھائی تیرا مخالف تھا تو اس کو چھوڑ دیا تھا۔ مگر تجھے نہیں چھوڑا۔

تیس پچیس سال کا واقعہ ہے۔ سردی کا موسم تھا میں سویا ہوا تھا۔ رات کو ۱۲ بجے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نیچے آیا تو ایک نوجوان اور اس کے ساتھ دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمیں اس نوجوان کے دادا نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ اس کو اجازت دے دیں۔ کہ یہ برات کے ہمراہ باجا لے جائے۔ اس نے کہا کہ یہ نوجوان اور اس کی والدہ آپ کے سامنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں کہ ہم شادی میں باجا نہیں بجائیں گے۔ اب ادھر یہ دونوں مصر ہیں کہ باجا نہیں بجائیں گے۔ ادھر لڑکی والے باجا بجانے پر اصرار کر رہے ہیں۔ لاہور میں عام دستور ہے کہ نکاح ایک دو دن پہلے کر لیتے ہیں اس بنا پر میں نے دریافت کیا کہ نکاح ہو چکا ہے یا نہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ حسب معمول نکاح ہو چکا ہے۔ میں نے کہا پھر لڑکی والوں سے کہلا بھیجو۔ کہ جب آپ باجے کی شرط ہٹائیں گے اس وقت ہم آ کر لڑکی لے جائیں گے میں نے کہا کہ کھانا تیار ہونا شروع ہو چکا ہوگا۔ اس لئے آپ ڈٹ رہیں جب دیگیں خراب ہوتی نظر آئیں گی۔ تو خود بخود برات والوں کو بلائیں گے الحق یعلوا ولا یعلی علیہ۔ آپ ڈٹے جایئے۔ پھر دیکھیئے فتح ہوتی ہے یا نہیں۔

اب میں آج کے عنوان کے متعلق شہادت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ (مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا) (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پ ۱۵) (ترجمہ): جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم سر دست دنیا میں اسے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔) وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۵ (ترجمہ) اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

مندرجہ بالا آیات میں دو قسم کے انسانوں کا ذکر ہے

۱۔ دنیا کو محبوب بنانے والے۔ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ جتنا ہم چاہیں گے دیں گے۔ یہ نہیں کہ وہ جتنا چاہیں گے۔ اتنا مل جائے گا۔

۲۔ آخرت کو محبوب بنانے والے۔ یہ دن رات اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان کو ان کی نیکیوں کا پورا معاوضہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ رزق تو کافر مشرک سب کو دیتا ہے۔ حتیٰ کہ دہریوں کو بھی دیتا ہے جو اس کی ذات کے بھی منکر ہیں۔ اس کا ارشاد ہے۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا (پارہ ۱۲ کی پہلی آیت ترجمہ)۔

جب رزق کا اس نے ٹھیکہ لے رکھا ہے تو اعلےٰ نہ سہی ادنےٰ ہی سہی دیگا تو [illegible] دعا کیجئے اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ [illegible] کو آخرت کی زندگی کو نصب العین بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

ان دونوں قسموں کے انسانوں کا نصب العین دنیا میں علیحدہ علیحدہ ہوگا۔ دنیا کو محبوب بنانے والے اذان سن کر بھی دربار الٰہی میں حاضری کے لئے نہیں آئیں گے۔ آخرت کو محبوب بنانے والوں کو اذان سنائی بھی نہ دے۔ وہ گھڑی دیکھ کر مسجد کی طرف چل دیں گے۔

دنیا اور آخرت میں تعارض ہو تو پتہ چلتا ہے کہ کون دنیا کا طالب ہے اور کون آخرت کا۔ دونوں کی پہچان کے لئے علیحدہ علیحدہ علامتیں ہیں۔ آخرت کے طالب کے دل میں اخلاص ہوگا اور وہ کفر اور شرک وغیرہ امراض روحانی سے پاک ہوگا۔ اس کا ہر سانس بارگاہ الٰہی میں محبوب ہوگا۔ دنیا کے طالب کفر شرک وغیرہ میں مبتلا ہوں گے۔

اس دنیا میں تو جنت کوڑیوں کے مول ملتی ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ارشادات عرض کرتا ہوں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ أَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِي أَنَا الَّذِي سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَنَا الَّذِي وَهَبْتُ لَكَ وَضُوءًا فَيَشْفَعُ لَهُ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (رواہ ابن ماجہ) (ترجمہ) انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ۔ دوزخیوں کو ایک صف میں کھڑا کیا جائیگا۔ پھر ان کے پاس سے بہشتیوں میں سے ایک آدمی گزرے گا۔ پھر دوزخیوں میں سے ایک آدمی اُسے کہے گا۔ اے فلاں کیا تو مجھے پہچانتا نہیں۔ میں وہی ہوں جس نے تمہیں ایک مرتبہ پانی پلایا تھا اور بعض نے کہا ہے کہیگا۔ میں وہی ہوں۔ جس نے تمہیں وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ پھر وہ بہشتی اس کے حق میں شفاعت کرے گا۔ پس اللہ تعالےٰ اسے بہشت میں داخل کر دے گا۔

ایک فرض ادا کرنے پر ستّر فرضوں کے ادا کرنیکا ثواب

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارَکٌ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَ قِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَ مَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہٗ الْجَنَّۃُ وَ شَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْہِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْہِ صَائِمًا کَانَ لَہٗ مَغْفِرَۃً لِذُنُوْبِہٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِہٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللہِ لَیْسَ کُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِہِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَۃِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَۃٍ اَوْ شَرْبَۃٍ مِنْ مَّاءٍ وَ مَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاہُ اللہُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَۃً لَا یَظْمَاُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَ اَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَّ اٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْکِہٖ فِیْہِ غَفَرَ اللہُ لَہٗ وَاَعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:۔ سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو! ایک بڑے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے۔ جو بڑا با برکت مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ تعالےٰ نے اس مہینے کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔ اور اس کی رات کی عبادت نفل قرار دی ہے ۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے خدا کا قرب تلاش کرے۔ یعنی خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفلی عبادت کرے اس کا ثواب اتنا ہی ہوتا ہے۔ جتنا فرض کا۔ رمضان کے مہینوں کے سوا دوسرے مہینوں میں اور جو شخص اس مہینہ میں فرض کو ادا کرے۔ اس کا ثواب اتنا ہے جتنا رمضان کے سوا دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرنے کا۔ اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے۔ یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے۔ وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا سبب ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ۔ اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اس کو ثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہؐ ہم سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے۔ کہ اس سے ہم روزہ داروں کے روزے افطار کرائیں۔ آپ نے فرمایا اللہ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرماتا ہے جو کسی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ اس کو اللہ میرے حوض سے سیراب کریگا۔ ایسا کہ پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ یہانتک کہ وہ جنت میں جائے اور یہ مہینہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کی ابتدا میں رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات، اور جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام (روزہ دار) سے کم کام لیا۔ اور اس کے کام میں تخفیف کر دی۔ اس کو اللہ بخشتا ہے اور دوزخ سے نجات دیتا ہے۔

دنیا کمانا تو کوہ کندن کاہ برآوردن والا معاملہ ہے۔ یہاں بڑی مصیبت ہے۔ لیکن آخرت کی نجات کا تمغہ بڑا سستا ملتا ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو آخرت کی زندگی کی کامیابی کو دنیا میں ہی اپنا نصب العین بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

حضرو۔ دینی اور علمی حلقوں میں یہ بات نہایت صدمے کے ساتھ سُنی جائیگی کہ حضرت مولانا الحاج حافظ محمد حسین صاحب۔ مورخہ ۱۰ر اگست ۵۷ء کو انتقال فرما گئے (انا للہ و انا الیہ راجعون) مرحوم دریا شریف کے روحانی خاندان کے ممتاز چشم و چراغ تھے۔ علوم اسلامیہ میں استاذ العلماء مولانا غلام رسول صاحبؒ آف انہی شریف کے شاگرد رشید تھے اور حدیث خاتم المحدثین علامہ انور شاہ صاحبؒ سے پڑھی تھی بے بدل فقیہ اور بے نظیر مدرس ہونے کے علاوہ حاذق حکیم تھے۔ آپ کے علمی روحانی فیوضات سے علاقہ و بیرون علاقہ کے لاکھوں افراد فیضیاب ہوتے تھے۔ مرحوم عرصہ سے علیل تھے۔ مگر ۹ر اگست نماز عشا کے بعد مرض کا حملہ شدت سے ہُوا اور بالآخر تین بجے کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے اپنی عزیز جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ علاقہ بھر کے تمام علماء نے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن صاحب خلیفۂ ارشد حضرت تھانویؒ کی امامت میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔ مرحوم کی وفات سے "وحدت مغربی پاکستان میں ایک عظیم خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو خلد آشیاں فرمائے اور امت کو نعم البدل نصیب فرمائے۔

محمد زاہد الحسینی
حضرو ضلع کیمبل پور

یوم استحکام پاکستان پر

حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ کی تقریر

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵)

ترجمہ — اور عہد کو پورا کرو بیشک عہد کی باز پرس ہوگی۔

اس آیت سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ وعدہ کے متعلق باز پرس فرمائیں گے۔ اگر کسی نے ایفائے عہد کیا ہوگا تو اللہ تعالےٰ کی رحمت و شفقت اس کے شامل حال ہوگی اور جس نے باوجود استعداد کے وعدہ پورا نہیں کیا تو اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے وعدہ پورا کیوں نہیں کیا۔ آج یوم آزادی پاکستان ہے۔ اس لئے آج ہم پاکستان کے لئے دعا بھی کرینگے۔ اور ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان کا مطالبہ کرتے وقت ہم نے اللہ تعالےٰ سے جو عہد کیا اس کو ہم نے پورا کیا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کیا تو اس کے ذمہ دار کون لوگ ہیں۔

انگریز کے دورِ غلامی میں ہندو کی عادت تھی کہ پہلے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر انگریز سے مطالبہ کرتا تھا۔ جب کچھ ملتا تھا تو تقسیم کرتے وقت ہندو کو ترجیح دیتا تھا۔

مسٹر جناح مرحوم پہلے کانگرسی تھے۔ بعد میں ہندو کی خود غرضی اور تعصب دیکھ کر علیحدہ ہو گئے۔ جب انگریز سے حقوق کا مطالبہ کیا جاتا تو وہ جواب دیتا کہ ہندو اور مسلمان مل کر مطالبہ کریں۔ اس بنا پر الہ آباد میں ہندو اور مسلمان لیڈروں کا ایک اجلاس بلایا گیا۔ ان نمائندوں کا انتخاب کرنے کے لئے لاہور میں برکت علی ہال میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں سیالکوٹ لاہور لائلپور اور گوجرانوالہ کے نمائندے شریک ہوئے۔ سیالکوٹ کی طرف سے آغا صفدر مرحوم۔ گوجرانوالہ سے ملک لال خان۔ لائلپور سے ڈاکٹر محمد عالم مرحوم اور لاہور کی طرف سے مجھے اور مولانا ظفر علی خان مرحوم کو منتخب کیا گیا۔ سندھ سے منتخب ہو کر آنے والی پارٹی میں میرے شیخ حضرت امروٹی رح بھی تشریف لائے تھے۔

آزادیٔ ہند کی تحریک میں کانگرس پیش پیش تھی۔ اور اس میں مسلمان لیڈروں۔ علماء کرام اور عوام نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ ہندو قوم تو ستیہ گرہ کی قائل تھی۔ لیکن مسلمان نے تحریک آزادی ہند کو اپنے خون سے سینچا۔ قصہ خوانی بازار پشاور میں انگریز خبیث نے مشین گن لگا کر سینکڑوں مسلمانوں کو شہید کرا دیا۔

تقسیم ملک کے بعد مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بمبئی میں ایک تقریر کی تھی۔ جلسہ گاہ میں جواہر لال نہرو بھی موجود تھے۔ اس تقریر میں انہوں نے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ ہندوستان کی آزادی میں مسلمان کی قربانیوں کا برابر کا حصہ ہے۔

ہندو چونکہ خود غرض تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو خطرہ ہوا کہ یہ انگریز سے حکومت لے کر ہمیں حصہ دار نہیں بنائے گا۔ کیونکہ اس کی اکثریت تھی تعلیم دولت ملازمت اور تجارت میں بھی وہ ہم سے آگے تھے۔ اس بنا پر مسلمانوں نے یہ مطالبہ کیا کہ ہمیں ہندوستان کی سرزمین سے ایک حصہ کاٹ کر الگ دے دیا جائے۔ تاکہ وہاں ہم آزادی سے اسلامی تہذیب، اسلامی تمدن۔ اسلامی ثقافت کو نافذ کر سکیں۔ ہندوؤں کا لیڈر گاندھی بیرسٹر تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے بھی مسٹر جناح مرحوم کو جو بیرسٹر تھے اس کے مقابلے میں اپنا لیڈر چنا گاندھی جو چال چلتا تھا۔ یہ اس کا منہ توڑ جواب دیتے تھے اس وقت دو قسم کے نظریات پیش کئے جاتے تھے۔ گاندھی کہتا تھا کہ ہندو مسلمان سب ایک ہندوستانی قوم ہیں اور مسٹر جناح مرحوم کہتے تھے کہ نہیں تم رام کے پجاری ہو اور ہم کلمہ طیبہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پڑھنے والے مسلمان ہیں اور تم سے علیحدہ قوم ہیں۔ مسٹر جناح اپنے مطالبہ پر اڑ گئے اور بالآخر گاندھی اور انگریز دونوں کو ان کا مطالبہ تسلیم کرنا پڑا۔ یہ قاعدہ ہے کہ لیڈر وہ کامیاب ہوتا ہے جس کی پشت پر اس کی قوم ہو۔ گاندھی دبلا پتلا تھا۔ لیکن چونکہ ساری قوم اس کی ہمنوا تھی۔ اس لئے اس کی آواز میں طاقت تھی۔ مسٹر جناح مرحوم نے جب پاکستان کا مطالبہ کیا تو مسلمان قوم نے بھی اس کی پشت پناہی کی۔ مردوں، عورتوں اور کالج کے طلبا اور دفتر کے ملازموں نے پاکستان کے مطالبے کو اپنایا۔ جلسے ہوئے جلوس نکالے گئے اور یہ نعرے لگائے جاتے تھے کہ پاکستان کا مقصد کیا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور لے کر رہیں گے دینا پڑے گا۔ پاکستان! اس کے بعد انگریز پاکستان بنانے پر رضامند ہو گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہماری دعاؤں کو قبول فرما لیا اور پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا ہمارا کوئی حاکم اور معبود نہیں۔ جب اللہ تعالےٰ حاکم ٹھہرے تو قانون بھی اسی کا ہی نافذ ہونا چاہیئے۔ اس کا قانون قرآن مجید ہے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے معلم اول ہیں۔ ہمارے اس مطالبے کا مقصد یہ ہوا کہ اس ملک میں کتاب و سنت کا قانون رائج ہوگا۔ قرآن مجید لاء (قانون) ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بائی لاز (شرح قانون) ہے۔

افسوس صد افسوس ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا۔ دس سال گزرنے کے باوجود بھی ہم نے اسے پورا نہیں کیا۔ پاکستان بننے کے بعد اسلام کی جس قدر توہین اس ملک میں ہو رہی ہے وہ انگریز کے وقت میں نہیں تھی۔ جس طرح کہ اگر ایک شریف آدمی کے چار لڑکے اور چار لڑکیاں ہوں اور خدانخواستہ وہ چاروں لڑکے بدمعاش ہو جائیں اور لڑکیاں بھی آوارہ ہو جائیں تو اس شریف آدمی کے خاندان کی ساکھ

پشتوں کی بنی بنائی عزت خاک میں مل جائے گی۔ پاکستان میں اسلام کی بھی یہی حالت ہے۔ لاہور میں ہی ایک محتاط رپورٹ کے مطابق پانچ ہزار پرائیویٹ زنا کے اڈے ہیں۔ شراب پہلے سے زیادہ پی جاتی ہے۔ چوری قتل و غارت ڈاکہ زنی تمام جرائم پہلے سے زیادہ ہیں۔ یہ سب جرائم اسلام کی توہین ہیں کیونکہ پاکستان بالفاظ دیگر اسلامستان ہے۔

ان جرائم کے لئے میری رائے میں رعایا مجرم نمبر اوّل ہے۔ حکومت تم سے کب کہتی ہے کہ تم ان جرائم کا ارتکاب کرو۔ نمبر ۲ میں حکومت کو بھی مجرم قرار دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ ان جرائم کی مناسب حال سزا نہیں دیتی۔ ایک مجرم کو اگر قرار واقعی سزا مل جائے۔ تو دوسروں کو عبرت ہو جائے۔ جب ملزم رشوت دے کر بری ہو کر آ جاتے ہیں تو دوسروں کو بھی جرأت ہو جاتی ہے۔ اگر ایک دو چوروں کے ہاتھ کاٹ کر دہلی دروازہ کے باہر لٹکا دیئے جائیں تو ایمان سے کہئے پھر کسی کو چوری کرنے کی جرأت ہو سکتی ہے؟ میرا خیال ہے کہ سب چور لاہور سے بھاگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک بیماری کا علاج بتا دیا ہے۔ چوہوں کا علاج بلی ہے۔ کہ [illegible] کی آواز سن کر ہی بھاگ جاتے ہیں۔ جرائم کا علاج بھی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔ چور کی سزا ہاتھ کاٹنا۔ اور شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا۔ اور غیر شادی شدہ ہو تو سو درّے لگانا شرعی سزائیں ہیں۔ ان سزاؤں کے متعلق اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ یہ وحشیانہ ہیں۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ شہنشاہ لندن کے سینکڑوں باغیوں کو لاہور سنٹرل جیل میں تختہ دار پر لٹکایا جا سکتا ہے اور یہ وحشیانہ سزا نہیں سمجھی جاتی تو مالک حقیقی کے باغیوں کو سزا دینا کیونکر وحشیانہ سزا کہی جا سکتی ہے۔

میں پاکستان کی مختصر تاریخ عرض کر گیا ہوں۔ میں نے یہ بھی عرض کر دیا ہے کہ ہم نے خدا تعالیٰ سے بدعہدی کی ہے۔ اس میں رعایا اور حکام دونوں ملزم ہیں۔ حکام میں دو قسم کے آدمی ہیں۔ بعض تو ایسے ہیں جو کتاب و سنت کے قانون کا نفاذ کر سکتے ہیں اور کرتے نہیں۔ یہ تو مجرم ہیں اور بعض بے بس ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ کتاب و سنت کے قانون کا نفاذ ہو۔ لیکن افسران بالا نہیں کرنے دیتے۔ یہ معذور ہیں۔ ان کو ان کی نیت کا اجر ضرور ملے گا۔

پہلی قسم کے حکّام سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پاکستان کے عوام بھی ناراض ہیں۔ اب میں اپنا نظریہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ میں پاکستان کو خدا کی نعمت سمجھتا ہوں۔ ۲۔ میں پاکستان کو زندہ تابندہ درخشندہ اور پائندہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ ۳۔ میں موجودہ حکام کی ذات کا مخالف نہیں اور نہ میں اُن سے ان کی کرسیاں چھیننا چاہتا ہوں۔ میں تو ان کو اسلام کا بہی خواہ دیکھنا چاہتا ہوں۔

اگر حکومت دو کام سرانجام دیدے تو ہمارا پاکستان ناقابل تسخیر بن سکتا ہے

۱۔ نماز لازمی قرار دے دی جائے ترک نماز قابل دست اندازی پولیس جرم قرار دیا جائے۔ اس سے خدا کی رحمت نازل ہوگی اور نصرت الٰہی ہمارا ساتھ دے گی۔

۲۔ حکومت ہر نوجوان مسلمان کو فوجی ٹریننگ دے کر مسلح کرے۔ اس سے پاکستان کی موجودہ فوج سے دس گنا زیادہ مجاہد فی سبیل اللہ تیار ہو جائیں گے جو گھر سے کھا کر ملک و ملت کی حفاظت کے لئے ہر وقت سینہ سپر رہیں گے۔ لیکن اس کے برخلاف حکومت مسلمانوں کو روز بروز کمزور کر رہی ہے۔ مثلاً لاہور میں رقص و سرود کا سکول کھول کر مسلمانوں کو ناچ گانا سکھا رہی ہے۔

اللہ تعالےٰ پاکستان کے عوام اور حکام کو ایفائے عہد کی توفیق عطا فرمائے اور صحیح معنوں میں کتاب و سُنّت کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پاکستان کو صحیح معنوں میں ایسا مضبوط پاکستان بنانے کی توفیق عطا فرمائے کہ آئندہ آنے والی نسلیں موجودہ دور کے مسلمانوں کے لئے دعاء رحمت کریں۔ آمین یا الٰہ العالمین

ہفت روزہ خدام الدین کی توسیع اشاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

انسان رُوح اور جسم دو چیزوں سے مرکب ہے

(از جناب محمد سعید صاحب بانی مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَمَّا بعد فَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۙ) سورہ التین پارہ ۳۰

یعنی یہ سب مقامات متبرکہ جہاں سے ایسے ایسے اولوالعزم پیغمبر اُٹھے گواہ ہیں کہ ہم نے انسان کو کیسے اچھے سانچے میں ڈھالا اور کیسی کچھ قوتیں اور ظاہری اور باطنی خوبیاں اس کے وجود میں جمع کی ہیں۔ اگر یہ اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرے تو فرشتوں سے سبقت لے جائے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ ونفخت فیہ من روحی اور ہم نے اس میں اپنی رُوح پھونکی۔ اور پھر فرمایا۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ طِیْنٍ۔ یعنی ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ معلوم ہوا انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم زمین سے اور روح آسمان سے لاکر اس میں ڈالی گئی۔ جسم کی غذا بھی زمین سے ہے۔ فرمایا

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْکَنّٰہُ فِی الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰی ذَھَابٍۭ بِہٖ لَقٰدِرُوْنَ ۚ فَاَنْشَاْنَا لَکُمْ بِہٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَکُمْ فِیْھَا فَوَاکِہُ کَثِیْرَۃٌ وَّمِنْھَا تَاْکُلُوْنَ ۙ

سورہ المؤمنین رکوع ۱ پارہ ۱۸

اگر وقت پر غذا مہیا نہ ہو تو یہ دُبلا ہوکر مر جائے گا۔ اسی طرح اگر رُوح کو غذا نہ دی گئی تو وہ بھی دُبلی ہوکر ہلاک ہو جائے گی۔ جسم بیمار ہو جائے۔ جیسے دردِ سر، نزلہ، بخار، پیٹ درد تو فوری طور پر علاج ڈاکٹر حکیم سے کرائے جاتے ہیں ورنہ بیماری کی حالت میں اگر علاج نہ کرایا تو مرض بڑھ جائے گا اور لاعلاج ہوکر ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح رُوح بھی بیمار ہوتی ہے اس کا علاج بھی باقاعدہ کرایا جانا چاہئے۔ جسم کی غذا گندم، چنے، باجرا، مکی وغیرہ اور دوا بنفشہ، آلو بخارا، خطمی خبازی سونف وغیرہ زمین سے ہے۔ روح کی غذا دوا آسمان سے ہے۔ یعنی ذکر اللہ لا الٰہ الا اللہ، تلاوت قرآن یہ سب رُوح کی غذا ہے۔

اور اسی میں دوا ہے۔ اور اسی میں شفا ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ذکر کی ترغیب و تحریص فرمائی۔ اور احادیث تو اس بارہ میں بے شمار اور ان گنت ہیں۔ جس میں ذکر کی ترغیب اور فضیلت بتائی گئی۔ یہاں صرف ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ اندازہ فرمایئے کہ اس سے ذکر کی کتنی ترغیب و فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ عن ابی ہریرہ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم وان تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا وان تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا وان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ۔ رواہ البخاری ومسلم الترمذی ونسائی وابن ماجہ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسے ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں میں یاد کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ متوجہ ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اُس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں ؎

تو از حکم داور نہ گردن مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

کسی اللہ کے ذاکر نے کہا ہے کہ بشعر

خیالک فی عینی و ذکرک فی فمی
اشواک فی قلبی فاین تغیب

تیری صورت میری نگاہ میں جمی رہتی ہے۔ اور تیرا ذکر میری زبان پر ہر وقت رہتا ہے۔ تیرا ٹھکانا میرا دل ہے۔ پس تو کہاں غائب ہوسکتا ہے۔

غرضیکہ ذکر کی پابندی ترغیب اللہ میاں کی طرف سے اور حضورِ پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور اولیاء کرام کی طرف سے اسی لئے ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں کہ ذکر روح کی غذا ہے۔ اگر ذکر نہ کیا گیا تو روح مُردہ ہو جائے گی۔ اور جس طرح جسم کا علاج ڈاکٹر حکیم کرتے ہیں۔ اسی طرح رُوح بیمار ہو جائے تو اس کا علاج روحانی حکیم اولیاء کرتے ہیں۔ اپنی صحبت میں بٹھا کر اپنی زیرِ نگرانی علاج کرتے ہیں۔ تمام روحانی بیماریاں جیسے عجب کبر۔ نخوت۔ حُبِّ جاہ حُبِّ مال غیبت کرنا۔ چوری وغیرہ وغیرہ کانٹے کی طرح نکال دیتے ہیں۔ جیسے کہ لکھا ہے کہ حضرت فریدالدین عطار کی دُکان عطر عرق۔ شربت وغیرہ کی بہت بڑی بھاری تھوک کی دُکان تھی۔ جو کہ رنگا رنگ اور طرح طرح کی شیشیوں سے بھرپور تھی۔ ایک فقیر آئے اور بہت ہی غور و فکر سے دیکھنے لگے۔ شیخ فریدالدین عطار نے سمجھا کہ کوئی سوالی ہے۔ فرمایا کہ بھائی آنہ دو آنے جو کچھ لینا ہے لے لو اور جاؤ اپنا کام کرو۔ فقیر نے فرمایا مجھے تیرے آنے دو آنے کی ضرورت نہیں ہے میں تو حیران ہو رہا ہوں کہ ان شیشیوں سے تیری جان کیسے نکلے گی۔ عطار کیا جیسے تیری نکلے گی۔ فرمایا دیکھ میری جان تو اس طرح نکل جائے گی۔ دُکان کے سامنے ایک کلمہ شریف کی ضرب لگائی۔ دیکھا تو رُوح پرواز کر چکی تھی۔ وہ فقیر شیخ فریدالدین عطار کا ایک ہی توجہ سے ایک ہی نظر سے کام تمام کر چکے تھے۔ کہ ان میں اسی طرح کی استعداد دیکھ چکے تھے۔ شیخ فریدالدین نے ان کی اس طرح موت دیکھ کر شیشیاں توڑ پھوڑ دیں اور آبادی چھوڑ کر جنگل کو نکل گئے اور قطب بن گئے۔ دُنیا میں آج ان کا نام زندہ ہے۔ ہر ایک شخص جانتا ہے۔

غرضیکہ مشائخِ عظام بعضوں کا علاج استعداد دیکھ کر فوراً کر دیتے ہیں۔ حضرت گنگوہیؒ کو ۴۵ روز میں ہی حضرت شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی نے سب کچھ عطا فرما دیا تھا۔ اور چند کتنی کے دنوں میں فائز المرام ہوگئے تھے۔ اور بعض

آدمیوں کا علاج بتدریج کرتے ہیں۔ جیسے کہ لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کا صاحبزادہ جب بخارا خلیفہ صاحب کے پاس پہنچا تو تین دن تک بڑی ہی عزت افزائی اور مہمان نوازی کی گئی۔ بعدہٗ حاضری کی وجہ دریافت فرمائی تو عرض کیا کہ جو کچھ آپ میرے ابّا جان سے لائے ہیں۔ وہ لینے آیا ہوں۔ فرمایا تمہارے ابّا نے کیا دیا۔ لیت و لعل میں ٹالتے رہے۔ جب اصرار کیا اور سچی طلب معلوم کی تو ایک لات ماری کہ یہاں مسجد کا حمام پانی سے بھرا کر۔ اور سردیوں میں حمام کو گرم کر دیا کر اور جھاڑو وغیرہ دیا کر اسی طرح جب ایک سال گزر گیا تو لونڈی کو کوڑا کرکٹ ٹوکری میں ڈال کر دیا کہ اس کو خادم کے سر پر گرا دو اور پھر معلوم کرو کیا کہتا ہے۔ جب لونڈی نے کوڑا ڈالا تو گھور کر دیکھا اور کہا کہ ہے گنگوہ یعنی اپنا وطن ہوتا تو تیری خبر لیتا یہ سارا حال لونڈی نے خلیفہ جی سے کہدیا فرمایا ابھی کبر اور عجب ہے۔ سال اور گزر گیا۔ پھر اسی طرح کوڑا کی ٹوکری بھر کر دی کہ اب گرا کر خود بھی اوپر گر جانا پھر دیکھنا کیا کہتا ہے۔ جب کوڑا گرایا گیا اور باندی خود بھی گر گئی تو فوراً چونک اٹھے اور اپنی بھول گئے۔ خادمہ کو دیکھنے لگے۔ اور دریافت کرنے لگے کہ افسوس بہن تیرے چوٹ تو نہیں لگی۔ لونڈی نے یہ سارا ماجرا شیخ خلیفہ جی سے کہہ دیا۔ اب خلیفہ جی نے فرمایا کہ الحمدللہ کبر عجب نخوت سب بیماریاں نکل گئیں اور تندرست ہوگئے۔ اس کے بعد جو کچھ دینا تھا سب کچھ دے دیا۔ یاد رکھو جسم کی بیماریاں مرنے کے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔ اور روحانی بیماریاں اگر علاج نہ کرایا تو قبر اور حشر میں ساتھ جائیں گی۔ اور وہاں ان بیماریوں کی وجہ سے بڑی ذلت اور تکلیف اٹھانی پڑیگی۔ اور یہ بیماریاں اگر ساتھ گئیں تو برا حشر ہوگا۔ جہنم کا ایندھن بنائے جاؤ گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کی قدر اگر اللہ کے نزدیک مچھر کے پر برابر ہوتی تو کافر کو گھونٹ پانی کی نہ دیتا۔ یہ دنیا فانی چیز ہے۔ اس پہ فخر کبر عجب کرنا حماقت ہے۔ اور اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔ جو لوگ اپنی روحانی امراض کا علاج کرا لینگے اور شفایاب ہو کر جائیں گے اُن کے لئے آخرت میں بہت کچھ انعامات ہوں گے۔

سورہ الرحمٰن پارہ ۲۷ کے اندر اللہ تعالےٰ نے بڑے بڑے انعام اور نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اور بھی کئی سورتوں کے اندر اللہ والوں کو جو انعامات ملیں گے مفصل ذکر فرمایا گیا ہے اتنے اتنے بڑے بھاری انعامات کے وعدہ پر بھی کوئی اگر اپنا علاج نہ کرائے اور اپنی صفائی نہ کرے تو یہ اُس کی کمبختی اور نالائقی ہے۔ دیکھئے جو نوجوان اپنے جسم کا خیال رکھتا ہے اور ہر طرح کا پرہیز کرتا ہے۔ خوب غذا دودھ گھی استعمال کرتا ہے۔ وہ ہر طرح کے سفر کو جنگل ہو یا پہاڑی علاقہ اچھی طرح سے سہولت سے عبور کر جاتا ہے۔ ذرا بھی دقت نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر روح کو کسی نے غذا دینے کی ہمیشہ عادت ڈال لی تو وہ بھی ہلکی پھلکی اور لطیف ہوجاتی ہے۔ تمام آخرت کی گھاٹیاں قبر کا پلصراط جان کندن کا وقت حشر میدان کا وقت آسانی سے عبور کر جائے گا۔ (باقی پھر)

اسلام اور اقتصادیات

(از جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب لودیانوی بی اے۔بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

دولت کی اسلامی اہمیت

دُنیا میں ساری رونق اقتصادی و مالی نظام ہی سے ہے کیونکہ ساری ضروریات مال ہی سے پوری ہوتی ہیں۔ ساری خواہشات اور آرزووں کی تکمیل اسی سے ہوتی ہے۔ دُنیا عیش و آسائش، سُکھ چین، شان و عظمت، ترقی تہذیب و تمدّن غرض سب کا منبع مال ہی ہے۔ مال کے بغیر انسان کچھ نہیں کرسکتا۔ انتہا یہ ہے کہ یہ خدا سے ملا دیتا ہے کہ مساجد اسی سے بنتی ہیں۔ حج اسی سے ہوتا ہے۔ زکوٰۃ اسی سے دی جاتی ہے۔ گنبدِ خضریٰ کی زیارت اسی کے توسط سے ہوتی ہے۔ گھر اسی سے ہے اور دوست اسی سے ہے۔ اسی سے ہے دُنیا، اسی سے کھیتیاں سرسبز ہوتی ہیں۔ اسی سے تجارت فروغ پاتی ہے۔ آبرو قائم ہوتی ہے۔ رزق ملتا ہے۔ (اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا)

سورہ الکہف رکوع ۶ پارہ ۱۵

(ترجمہ) مال اور اولاد تو دُنیا کی زندگی کی رونق ہیں۔

لوگ غلطی سے یہ سمجھنے لگے ہیں۔ کہ اسلام نے مال کی تنقیص کی ہے کی تو ضرور ہے مگر اُس مال کی جو ناجائز کاموں میں صرف ہو اور غفلت پیدا کرے۔ یوں تو جا بجا دُنیا ہی کی بُرائی ہے مگر یہی دُنیا "مزرعۃ الآخرہ" ہے۔ اور یہیں کئے ہوئے اعمال سے جنّت اور خوشنودیٔ ربّنا تدیر خریدی جا سکتی ہے۔ مال بُرا نہیں اس کا استعمال اسے بُرا کر دیتا ہے۔ تلوار بہت اچھی ہے۔ مگر وہ ذاتی تحفظ، مظلوم کی حمایت اور دفاعِ فساد و شر کے لئے استعمال ہو۔ تلوار بہت بُری ہے اگر اس سے ناحق خونریزی کی جائے۔ کمزوروں کو دبایا جائے۔ اور اپنے گلے پر پھیر لی جائے۔

یہی صورت مال کی ہے۔ اسلام نے جا بجا طور پر اسے زینتِ حیات، قیامِ معیشت، فضل و رحمت کے نام سے موسوم کیا ہے بے زر، بے پر ہے۔ اس کے بغیر تو کوئی کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منوّرہ تشریف لاکر سب سے پہلے اسی کا اہتمام کیا پھر اسی سے مجاہدین کی فوجیں تیار کیں۔

مال کی سود مندیاں

اسلام نے وہ تعلیم دی ہے کہ اگر مسلمان اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو وہ کبھی غریب رہ ہی نہیں سکتے۔ سب سے پہلے مال پیدا کرنے اور روپیہ کمانے پر زور دیا۔

مثلاً وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝

سورہ النباء رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ اور ہم نے دن کو روزی کمانے کے لئے بنایا۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ط قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور اس میں تمہارے لئے زندگی کا سامان بنا دیا۔ تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ سورہ الجمعہ رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ پھر زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

اس کے بعد اس کی اہمیّت ظاہر کی مثلاً اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا الآیہ

سورہ النساء رکوع ۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور اپنے وہ مال جنھیں اللہ نے تمہاری زندگی کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے بے سمجھوں کے حوالہ نہ کرو۔

پھر اس کے خرچ کرنے، بچانے اور بڑھانے کے آئین بتائے۔ روپیہ کی اضاعت تین صورتوں سے ہوتی ہے۔ (۱) حیثیت سے زیادہ خرچ کیا جائے۔ دوسرے بے جا خرچ کیا جائے۔ تیسرے نمود و نمائش میں خرچ کیا جائے اسلام نے ان سب باتوں کو لیا۔ ایک ایک کر کے لیا۔ ادھر ایک کے متعلق سخت سے سخت احکام نافذ کئے تاکہ روپیہ جیسی مفید چیز بیکار ضائع نہ ہو۔

صرف زر کی ہدایات

"وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ"

سورہ الاعراف رکوع ۳ پارہ ۸

ترجمہ اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ نکلو۔ بیشک اللہ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ط

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو۔ بیشک بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

بے جا خرچ کرنا نعمتِ الٰہی کی ناسپاسی اور شیطانی کام ہے۔

تیسری بات کے متعلق فرمایا۔

وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ط وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۝

سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو لوگ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھانے میں خرچ کرتے ہیں اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور جس کا شیطان ساتھی ہُوا تو وہ بہت بُرا ساتھی ہے۔

دوسری جگہ فرمایا نہ تو اتنا بخل کرو کہ ضروریات پر بھی مشکل خرچ کرنے لگو اور نہ اتنا ہاتھ کشادہ کرو کہ کل کی فکر ہی نہ رہے۔ کیونکہ اگر ایسا کروگے تو ایک روز تمہارے پاس کچھ بھی نہ رہے گا۔ اور پریشان ہوکر گھر میں بیٹھ جاؤگے۔

بیکسوں کی امداد

خرچ کرنے کا ایک ڈھنگ اور معتدل و محتاط طریقہ تلقین کرکے اور مفید انفرادی و اجتماعی تراکیب بھی بتائیں وہ یہ کہ حسب حیثیت مناسب سمجھ کر صدقات دیا کرو۔ اور سال بھر میں ہوشمندانہ چال چل کر جو بچا لو اُس

ہیں سے اڑھائی فیصدی زکوٰۃ نکالو۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ۔ سورہ البقرہ رکوع ۳۷ پارہ ۳

ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے ستھری چیزیں خرچ کرو۔

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

سورہ المنافقون رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اور اُس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے۔ اس سے پہلے کہ کسی کو تم میں سے موت آجائے۔

گویا اسراف و تبذیر اور نمود و نمائش کے تمام مخارج روک دیئے کہ ان سے نہ ذات کو فائدہ پہنچتا ہے اور نہ قوم کو اور انسان مفت میں تباہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن اور حدیث کی تعلیم سے متاثر ہو کر مسلمانوں نے اسی انفاق کے حکم کے ماتحت ہر جگہ مدارس، مساجد، سراؤں، شفا خانوں، دارالیتامیٰ، لنگر خانوں اور وظائف پر بکثرت روپیہ خرچ کیا۔ اور ہزارہا غریب مسلمان زردار مسلمانوں کے انفاق سے وقت کے بہترین فضلاء صنّاع تاجر اور مجاہد بن گئے دُنیا بھی آباد ہوئی اور آخرت بھی فائز المرامی بھی ملی۔ اسلام نے ان مقاصد کے لئے ایک صیغہ زکوٰۃ و انفاق کا علیحدہ قائم کر دیا۔ جس کے ارکان تمام زردار مسلمان قرار پائے۔ اسلام کے سوا انفاق و زکوٰۃ کا یہ نظام اور کسی قوم میں نظر نہیں آتا۔ خیرات تو ہر قوم میں ہے۔ مگر اتنی مرتب صورت اور کسی قوم میں نظر نہیں آتی۔

اسلامی دولت کی فائدہ رسانی

اسلام کا منشاء یہی ہے کہ اس کی دولت سے اور دُنیا والوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اور دولت ایک جگہ جمع نہ ہو۔ اور بیکار نہ پڑی رہے
وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ سورہ التوبہ رکوع ۵ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سُنادے۔
اِلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ۔ جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل سکھاتے ہیں اور اللہ نے انہیں اپنے فضل سے جو دیا ہے اُسے چھپاتے ہیں۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ

ترجمہ۔ اے ایمان والو تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے۔

کتنی اعلیٰ تعلیم ہے، کمانے خرچ کرنے بچانے اور بڑھانے اور قومی مفاد پر خرچ کرنے کی تمام راہیں بتا دی گئی ہیں یا جمع کریں گے ½ ۹۷ فیصدی تو گھر میں بچ بھی رہے گا اور اڑھائی فیصدی زکوٰۃ اللہ کی راہ پر دینے سے دُنیوی آبرو بھی قائم ہوگی اور اُخروی ثواب بھی ملے گا۔ اور قومی دولت بھی بڑھے گی اور وہ لامحالہ اندوختہ کو ہر سال کم ہوتا دیکھ کر اس کے بڑھانے اور اپنا روپیہ نفع آور کاموں میں لگانے پر مجبور ہوگا۔ بھلا اس تعلیم سے کوئی شخص غریب رہ سکتا ہے؟

دین و دُنیا کا فائدہ

پھر اسلام نے اقتصادیات و مالیات کی یہ تعلیم اُس وقت دی اور مال و دولت کی اہمیت اُس زمانہ میں جتائی جبکہ ہر طرف ہر مذہب اس کی تنقیص اور مذمت میں سرگرم تھا۔ عیسائیت کا حکم ہے کہ دولتمند آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے۔" بدھ مت پیشوایانِ مذہب تک کو گداگر اور سائل بننے کی اجازت دیتا ہے۔ اور بھیک کا ٹکڑا ہاتھ میں لئے بغیر خدا مل ہی نہیں سکتا۔ یہودیت میں ترکِ دُنیا اور ترکِ علائق کی تعلیم موجود ہے۔ اور اُن کی دولت کے ثمرات سے صرف فقرائے یہود ہی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔" ہندویت میں سنیاس اور سادھوین کو بڑا تقدس حاصل ہے۔ دس گھر مانگ کر کھانا ثواب ہے۔ آخری عمر میں تو مذہباً سنیاس لے لینا ضروری ہے مگر اسلام دولت کو معیشت کا ستون اور آرائشِ حیاتِ دنیوی بتلاتا ہے۔ ترکِ دُنیا حرام ہے۔ قرآن کریم میں دولت کو ۲۸ جگہ فضل، ۲۱ جگہ خیر اور ۱۲ جگہ رحمت اور حسنہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور اس سے خود بھی فائدہ اُٹھانے اور قوم و مُلک کو بھی فائدہ پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے۔ خلیفہ مامون نے ٹھیک کہا تھا کہ جو مذہب آخرت کے کام کا ہے وہ عیسائیت ہے۔ اور جو مذہب دُنیا کے کام کا ہے وہ مجوسیت ہے۔ لیکن اسلام دین اور دُنیا دونوں کے کام کا ہے علامہ حافظ کا قول ہے کہ جس نے دولت کی حفاظت کی اُس نے دو بڑی چیزوں کو بچا لیا۔ ایک مذہب اور دوسری آبرو، غور کیا جائے تو جو مالی تعلیم اسلام نے دی ہے وہ کوئی اور مذہب تو درکنار، اس زمانہ کا کوئی بڑے سے بڑا ماہرِ مالیات بھی نہیں دے سکتا۔ عیسائیت و ہندویت کو دیکھئے کہ تعلیم کچھ ہے اور عمل کچھ ہے۔ وہ مجبور بھی ہیں۔ فطرت کے خلاف کون چل سکتا ہے۔ کاش مسلمان آنکھیں کھولیں۔
فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

ذکرِ الٰہی

(از جناب محمد شفیع عمرالدین - میرپور خاص)
(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں 'خدام الدین' ۲- اگست ۱۹۵۷ء)
(۱۲)

ذکرِ الٰہی کی بدولت دُنیا کی ہر نعمت مل سکتی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَاَن لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَی الطَّرِیْقَۃِ لَاَسْقَیْنٰھُمْ مَّآءً غَدَقًا لِّنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّہٖ یَسْلُکْہُ عَذَابًا صَعَدًا
سورہ الجن رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اور یہ حکم آیا۔ کہ اگر لوگ سیدھے رہتے راہ پر تو ہم پلاتے اُن کو پانی بھرکر تاکہ اُن کو جانچیں اس میں، اور جو کوئی مُنہ موڑے اپنے رب کی یاد سے وہ ڈال دے گا اس کو چڑھتے عذاب میں
(از حضرت شیخ الہند علیہ الرحمۃ)

یعنی بنی آدم اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کریں۔ اور ذکرِ الٰہی سے مُنہ نہ موڑیں۔ تو اللہ تعالیٰ دُنیا کے ہر قسم کے مادی سامان عطا فرمائے گا۔ قحط نہیں آئے گا۔ ارزانی رہے گی۔ پیداوار بڑھے گی۔ اس طرح ہر قسم کی ترقی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ قرآن میں فرمایا ہے۔ کہ البتہ اگر تم شکرگزاری کروگے تو اور زیادہ دونگا۔"
(لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ)
سورہ ابراہیم آیت ۷ پ ۱۳

سورت نوح کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں اسی طرح کی خوشخبری کا اعلان فرمایا تھا کہ "وہ آسمان سے تم پر موسلادھار مینہ برسائیگا۔ اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لئے باغ بنادے گا" یعنی اللہ تعالیٰ تم کو ہر قسم کے مادی سامان جن کی اس زندگی میں ضرورت ہے عطا کرے گا۔ اور جن کو برت کر تم آئندہ آنے والی زندگی کے لئے عملِ صالح کرسکوگے۔

مفسرین حضرات لکھتے ہیں کہ یہ آیت کفارِ مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب وہ اپنی شرارت اور ظلم کی بدولت سات برس کے قحط میں مبتلا ہوئے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس قحط سالی سے نکلنے کا طریقہ بتا دیا۔

بعض اوقات اللہ تعالیٰ مال و دولت زیادہ دے کر اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ کہ کیا وہ مال اور دولت کے نشے میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو یاد رکھتے ہیں۔ یا ان کو بالائے طاق رکھ کر گمراہی کے راستہ پر چل پڑتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی بڑی قدر کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے قوم فرعون کی قحط سالیوں اور پھلوں کے نقصان میں گرفت فرمائی اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی۔
(لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ) (الاعراف آیت ۱۳۰)
تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ مگر افسوس یہ عقل کے اندھے رجوع الی اللہ نہ ہوتے اور ان نحوستوں کو موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے تابعدار نیک بندوں کی نحوست کی طرف منسوب کرتے۔ حالانکہ یہ اُن کی اپنی نحوست تھی (اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُھُمْ) الاعراف آیت ۱۳۱

انسان کی یہ بڑی کوتاہ اندیشی ہے کہ اپنی غلطیوں پر متنبہ ہونے کے بجائے الٹا دوسروں کو مطعون بنائے۔ اور ان شیطانی تاویلوں میں آکر رجوع الی اللہ نہ کرے۔ اور ذکرِ الٰہی سے پہلوتہی کرتا رہے۔

حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایام میں طاعون کا مرض پڑا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ لوگ اس مرض کو چوہوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جو بے گناہ مخلوق ہے۔ چوہوں کے بارے کی فکر پڑ جاتی ہے۔ کہ مرض ختم ہو جائے۔ مگر اصل سبب یعنی اپنی سیاہ کاریوں سے توبہ اور استغفار نہیں کی جاتی۔ جن کی وجہ سے مرض پھیلتا ہے۔ لہٰذا آپ اس قسم کی غلطی سے بایں الفاظ آگاہ فرماتے ہیں:۔
"اس وبا میں ہمارے اعمال کی شومی سے اوّل چوہے ہلاک ہوئے جو ہم سے زیادہ اختلاط رکھتے تھے۔"
(از مکتوب ۲۹۹ دفتر اول)

آج کل انفلوئنزا کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ ہمیں چوکنے ہو جانا چاہیئے۔ گناہوں سے توبہ کرنی چاہیئے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بجالانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائے۔ دوسرے علاجوں سے شفا ہو یا نہ ہو مگر اس علاج سے صحتیابی یقینی ہے (انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت علامہ شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانی رح فرماتے ہیں کہ "اللہ کی یاد سے مُنہ موڑ کر آدمی کو چین نصیب نہیں ہو سکتا۔ وہ تو ایسے راستہ پر چل رہا ہے جہاں پریشانی اور عذاب ہی چڑھتا چلا آتا ہے۔"

حضرت حسین بن منصور حلاج قدس سرہٗ کا ذکرِ الٰہی کا یہ حال تھا۔ (کہ فرائض کے علاوہ) ہر رات دن ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اور جس دن آپ کو دار پر لٹکایا گیا اُس سے قبل والی رات کو بھی آپ نے پانچ سو رکعت نفل پڑھی تھیں
(نفحات الانس جامی رح)

اللہ والوں کی استقامت دین کی یہ حالت ہے۔ کہ سکھ ہو، دُکھ ہو صحت ہو، بیماری ہو، مگر آخری دم تک ذکر الٰہی نہیں چھوڑتے۔ اتنے نوافل پڑھنے کی اب ہمت کہاں [redacted]
ہاں البتہ اگر ہم پنجگانہ نماز سب ارکانوں کو پوری طرح بجا لاکر با جماعت ادا کرتے رہیں تو کم از کم فریضہ سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ (باقی دارد)

بچوں کا صفحہ

ایک شیطانی فعل ــــ غصّہ

(از جناب محمد سعید صاحب متعلم سال دوم اسلامیہ کالج لاہور)

"پیارے بچّو! اس بار ہم انسانی سرشت میں انسان کی ایک ایسی حالت کے متعلق کچھ پڑھیں گے۔ کہ جس سے انسان کو اپنے عرصۂ حیات میں کبھی نہ کبھی ضرور دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور وہ ہے "غصّہ" کی حالت۔"

ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "اِنَّ الغَضَبَ مِنَ الشَّیطٰنِ وَاِنَّ الشَّیطٰنَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ" (ابوداؤد)

ترجمہ۔ غصّہ کی اصل شیطان ہے۔ اور شیطان آگ سے بنایا گیا ہے۔

یعنی غصّہ ایک شیطانی فعل ہے اور چونکہ شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا غصّہ بھی آگ ہی کی ایک قسم ہے۔

اگر کسی موقع پر انسان کی طبیعت میں سے اعتدال جاتا رہے تو اس کے جسم میں غصّہ کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ جو اس کے تمام اعضاء پر اثر انداز ہوتے ہوئے ان کے قدرتی فعل میں بے قاعدگی اور خلل کا باعث بنتی ہے۔ یعنی اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ دماغی کیفیت یکسر بدل جاتی ہے۔ اس کی قوتِ برداشت یعنی صبر کرنے کی صلاحیت جاتی رہتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے ایمان میں خرابی واقع ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ شارع اعظم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "اِنَّ الْغَضَبَ لَیُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ" (بیہقی) ترجمہ۔ غصّہ ایمان کو اسی طرح خراب کر دیتا ہے۔ جیسے ایلوا شہد کو تلخ کر دیتا ہے۔ اور نتیجہ کے طور پر وہ اپنے چہرے اور آنکھوں سے آگ کے شعلے برساتا ہوا گالی گلوچ، مارپیٹ، دنگہ فساد اور خونریزی پر اتر آتا ہے۔ اور اس طرح اپنی بھڑکتی ہوئی آتش کو تسکین دینے کی کوشش کرتا ہے۔

اس گالی گلوچ اور مارپیٹ وغیرہ کا جو انجام ہوتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ فریقین مقدمہ بازی کا شکار ہوتے ہیں۔ جس میں بھاری رقوم کا خرچ برداشت کرتے ہیں۔ اور اس پر مزید یہ کہ ان میں خاندانی رقابت اور عداوت کی داغ بیل پڑتی ہے۔ جو عرصہ تک قائم رہتی ہے۔

لیکن اگر وہ انسان اس موقع پر ہمّت سے کام لے کر اپنے غصّہ پر قابو پالے اور تحمّل مزاجی سے معاملہ رفع دفع کر دے تو بات وہیں ختم ہو جائے اور طول پکڑنے نہ پائے۔ بعض دفعہ اس حلیمی طبع کا مخالف پر اس قدر اثر ہوتا ہے کہ وہ خود ہی اپنی حرکت پر شرمندہ و نادم ہو جاتا ہے۔ اور معافی کا طلبگار ہوتا ہے۔

اب سوال یہ ہوا کہ اس شیطانی فعل کو کس طرح دور کیا جائے کیونکہ اکثر اوقات یہ طوفان کی طرح شدت اختیار کر جاتا ہے۔ جس پر قابو پانا ناممکن ہو جاتا ہے اور وہ کچھ نہ کچھ خرابی اور نقصان کر ہی جاتا ہے۔ یقیناً غصّہ کی آگ ایک سیلِ رواں کی مانند ہے۔ کہ جس پر بند باندھنا بڑی بہادری کا کام ہے۔ اسی واسطے ارشاد نبوی ہے۔ کہ بہادر وہ نہیں جو کشتی میں دوسرے کو گرا لے۔ بلکہ بہادر وہ ہے جسے غصّہ آئے تو وہ اسے روک لے۔

گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ یقیناً ایسی قوت حاصل کر سکتے ہیں۔ کہ جس کے استعمال سے آپ اس شہ زور پہلوان یعنی "غصّہ" پر فتح حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ عمل اور ورزش کونسی ہے کہ جس سے وہ خاص قسم کی قوت حاصل کی جا سکتی ہے۔

لیجئے سنئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے ایک پاک نسخہ۔ "فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّأْ" (ابوداؤد)

ترجمہ۔ پس تم میں سے کسی شخص پر غصّہ سوار ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ وضو کر لے۔ یقیناً "وضو" ایک ایسا متبرک عمل ہے کہ جس سے جسم میں ایک قسم کی سردی دوڑ جاتی ہے جو آہستہ آہستہ غصّہ کی آگ کو مدھم کر دیتی ہے۔ اس سے انسانی دل و دماغ ہستیٔ باری تعالیٰ کی طرف مبذول ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غصّہ کو پی جانے والوں کو پسند کرتا ہے۔ چنانچہ وہ بندہ اپنے آقا و مولا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور اپنی پوری قوتِ ارادی سے غصّہ کو پی جاتا ہے۔

پھر آپ نے ایک اور عمل بتایا کہ جب کسی کو غصّہ آئے تو اگر وہ اس وقت چل رہا ہو تو کھڑا ہو جائے اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہوا ہو تو لیٹ جائے اور اگر پھر بھی غصّہ ٹھنڈا نہ ہو۔ تو پانی پی لے۔

آپ نے کئی دفعہ لڑکوں کو دیکھا ہوگا کہ جب وہ کسی لڑکے کو کسی دوسرے سے ناراض دیکھتے ہیں اسے غصّہ کی حالت میں پاتے ہیں تو اس کے منہ میں پانی ڈالتے ہیں جس سے وہ ہنس پڑتا ہے۔ اور غصّہ زائل ہو جاتا ہے۔

انسان نے غصّہ کو پی کر کیا حاصل کیا؟ اپنے آپ کو ایک شیطانی فعل سے بچایا۔ دنگہ فساد کی خرابی سے بچا۔ مخالف کو شرمندہ کرتے ہوئے اس کی دوستی بھی نہ گنوائی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدائے بزرگ و برتر کو راضی کر لیا۔ اللہ جل شانہٗ غصّہ پی جانے والے سے قیامت کے روز اپنے عذاب کو روک لے گا۔ جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے۔

"مَنْ کَفَّ غَضَبَهٗ کَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" (بیہقی)

ترجمہ۔ جو شخص اپنا غصّہ پی جائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عذاب کو اُس سے روک دے گا۔

دیکھئے یہ کتنا بڑا اجر مل رہا ہے کہ جس وقت انسان کا کوئی مددگار نہ ہوگا سوائے اپنے رب کے اور وہ سخت پریشانی میں ہوگا۔ اُس وقت اس کو عذابِ الٰہی سے محفوظ رکھا جا رہا ہے۔ لیکن یہ رعایت کس شخص کے لئے ہے؟ اس شخص کے لئے جو اپنے مخالف سے بدلہ لینے پر قادر ہونے کے باوجود محض رضائے الٰہی کی خاطر اپنے غصّہ کو روک لیتا ہے۔

سو عزیز بھائیو! ہمیں چاہیئے کہ غصّہ کے وقت ہم اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں اور اس کو حتی الامکان روکنے کی کوشش کریں۔ ہوسکتا ہے ابتدا میں ہمیں کامیابی نہ ہو۔ لیکن ہمّت نہ ہارنی چاہیئے۔ کیونکہ ہمّت ہارنا مومن کی شان نہیں۔ اگر ہم اس شہ زور بہادر کو زیر کرنے میں اپنے نبی کریمؐ کے ارشاد کردہ داؤ کی جو کہ مندرجہ بالا سطور میں لکھے جاچکے ہیں لگاتار مشق کرتے رہے تو آخرکار فتح کا سہرا یقیناً ہمارے ہی سر ہوگا۔

اس مضمون کے بارے میں صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ وہ ہمارے لئے نمونہ کا کام دیں۔ اور ان سے سبق حاصل کرتے ہوئے اپنے دل میں پختہ ارادہ کرلیں کہ جب بھی کبھی ہمیں غصّہ آئے گا تو ہم اُسے فرو کرنے کی پوری پوری کوشش کرینگے۔

(۱) فاتحِ خیبر حضرت علیؓ جنگِ خیبر میں ایک بہت بڑے یہودی جرنیل سے نبرد آزما ہوئے۔ کیونکہ وہ یہودی بھی لڑائی کے فن کا بڑا ماہر تھا۔ اس لئے کافی دیر تک مقابلہ ہوتا رہا۔ آخر حضرت علیؓ نے اُسے گرا لیا۔ اور آپ اس کی چھاتی پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ اور ارادہ کیا کہ تلوار سے اس کی گردن کاٹ دیں۔ اتنے میں اس یہودی نے آپ کے مُنہ پر تھوک دیا۔ اس پر حضرت علی کو بڑا غصّہ آیا اور آپ بڑے طیش میں آگئے۔ لیکن آپ اسی وقت اُس کو چھوڑ کر الگ کھڑے ہوگئے۔ وہ یہودی سخت حیران ہوا کہ انہوں نے یہ کیا کیا جب یہ میرے قتل پر قادر ہوچکے تھے تو انہوں نے مجھے چھوڑ کیوں دیا۔ چنانچہ اُس نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے چھوڑ کر الگ کیوں ہوگئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم سے خدا کی رضا کے لئے لڑ رہا تھا۔ مگر جب تم نے میرے مُنہ پر تھوکا مجھے غصّہ آگیا۔ اور میں نے خیال کیا کہ اب اگر میں تم کو قتل کروں گا تو میرا قتل کرنا اپنے نفس کے غصّہ کے لئے ہوگا۔ خدا کے لئے نہیں ہوگا۔ پس میں نے تمہیں چھوڑ دیا تاکہ میرا غصّہ فرو ہو جائے۔ اور میرا تمہیں قتل کرنا اپنے نفس کے لئے نہ رہے۔

(۲) ایک دفعہ حضرت امام حسینؓ جو حضرت علیؓ کے چھوٹے صاحبزادے تھے دسترخوان پر کھانا کھانے کے لئے بیٹھے۔ لونڈی کھانا لائی۔ اتفاق سے جب لونڈی کھانا اُٹھائے ہوئے آپ کے قریب آئی تو وہ برتن کہ جس میں شوربہ تھا آپ کے اُوپر گر پڑا۔ جس سے آپ کے تمام کپڑے خراب ہوگئے۔ اور وہ برتن بھی ٹوٹ گیا۔ اس پر آپ کو غصّہ آیا۔ لونڈی نے جلد ہی قرآن مجید کے یہ الفاظ پڑھے کہ "وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ۔ کہ مومنوں کو اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ وہ اپنے غصّہ کو دبالیں۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا۔ کَظَمْتُ الْغَیْظَ کہ میں نے غصّے کو دبا لیا۔ اس کے بعد لونڈی نے یہ الفاظ پڑھے۔ والعافین عن الناس (اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے) چنانچہ آپ نے باری تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل میں اُس کو معاف کر دیا۔ اور اُس پر مزید احسان یہ کیا کہ اُسے آزاد کر دیا۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

ملنے کا پتہ

★ سکھر میں } مولانا شیر محمد صاحب متصل مسجد اللہ والی۔ بندر روڈ سکھر

★ کمالیہ میں } میاں بشیر احمد صاحب شمسی نیوز ایجنسی کمالیہ

★ گجرات } مستری عطاء اللہ صاحب اخبار فروش

★ نظام آباد الہ آباد وزیر آباد } ضلع گوجرانوالہ میں درویش نذیر قادری صاحب

★ عبدالحکیم ضلع ملتان } محمد سعید صاحب کپڑا فروش عبدالحکیم

★ جہانیاں منڈی } مولانا محمد انور صاحب جامع مسجد جہانیاں

★ جھنگ مگھیانہ میں } میاں جان محمد صاحب آزاد نیوز ایجنٹ جھنگ مگھیانہ

★ چھاؤنی نوشہرہ میں } خواجہ فیروز الدین صاحب کشمیری عام دار المطالعہ دینی موتی بازار نوشہرہ چھاؤنی

★ شورکوٹ جنکشن } قاری نظام الدین صاحب خطیب جامع مسجد شورکوٹ شہید

★ میلسی } محمد عبدالواحد صاحب عابد نیوز ایجنٹ میلسی

★ باغبانپورہ لاہور } مولوی اسحٰق صاحب دواخانہ قادریہ کپڑا مارکیٹ باغبانپورہ

★ کیمبل پور } قاضی محمد عبداللطیف صاحب مکان نمبر ۱۷/۶ متصل گرلز ہائی سکول

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۰۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

منظور شدہ
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ - مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C/۳۰-۲۷، ۲۴۸۱ - مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ ...
ششماہی ...
فی پرچہ ...